باغ جنت

(از مولانا عبداللہ العمادی)

(۱)

اِنَّ اللہ اشتری مِنَ المُؤمنین اَنفُسَھُم و اموالھم باَنَّ لھم الجَنَّۃ جنت تو وہ ہے جو مومنین کو بعد موت نصیب ہوگی اس پر ہم سب کا ایمان ہے لیکن اس کے علاوہ ایک اور جنت بھی ہے جس کا اسی دنیا سے تعلق ہے۔

سورۂ بقر کے دوسرے رکوع آیت نمبر ۱۲ میں نیک کردار ایمانداروں کو بشارت دیگئی ہے کہ ان کے لئے باغ ہوں گے۔ جاری نہریں ہونگی۔ پاکیزہ بیبیاں ہوں گی جب کوئی میوہ ملیگا تو عام رواج کے مطابق اس کو نیا دیکھکر طبیعت رک نہ جائے گی کہ نہ معلوم کیسا ہو کیسا نہ ہو۔ جتنے میوے ہوں گے صورت میں سب یکساں ہوں گے اور مزے میں ہر ایک کے ذایقے جدا جدا نکلیں گے کہ یکسان ہونے سے طبیعت مانوس رہیگی اور ذائقہ میں تفاوت سے سب میں نیا مزہ آئے گا۔ یہ حالت پائدار ہوگی اور یہ نیک بندے اسی حالت میں ہمیشہ رہیں گے۔ مفسرین نے اس کی تشریح یوں کی ہے:۔

الف۔ باغ سے مراد باغ بہشت ہے[۱]

ب۔ بہشت کے جتنے درخت ہوں گے جڑ سے شاخ تک برابر و با ترتیب یکساں ہوں گے۔[۲]

---

[۱] روی ابن جریر قال حدثنا کریب عن الاشجعی عن سفیان عن عمرو بن مُرّۃ عن مسروق قال نخل الجنۃ نضید من اصلھا الی فرعھا و ثمرھا امثال القلال کلما نزعت ثمرۃٌ عادت مکانھا اخری و ماؤھا یجری فی غیر اخدود

[۲] عن مجاھد قال حدثنا یزید قال اخبرنا مسعر بن کدام عن عمرو بن مرۃ عن ابی عبیدۃ بنحوہ

ج۔ درختوں کے میوے مٹکے برابر ہوں گے۔[1]

د۔ جہاں کوئی میوہ توڑا گیا کہ فوراً دوسرا میوہ وہاں لگ جائیگا۔[2]

ھ۔ باغ بہشت میں بغیر نالیوں کے پانی رواں رہیگا۔[3]

و۔ باغ بہشت کے خوشے بارہ بارہ گز کے ہوں گے۔[4]

ز۔ درخت ایسے ہوں گے کہ ان کے سایہ میں مسافر سو برس تک چلا جائے اور پھر بھی سایہ طے نہ ہو[5]

ح۔ باغ بہشت میں جب کوئی میوہ لے کر کھانا چاہے گا تو وہ میوہ اس کے منہ تک نہ پہنچنے پائیگا۔ کہ خدا ویسا ہی دوسرا میوہ بجائے اس کے لادیگا۔[6]

ان کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی سن لینے کی بات ہے:۔

لایشبہ شی مما فی الجنۃ ما فی الدنیا الا الاسماء — بہشت کی چیزوں میں سے کوئی چیز دنیا کی چیزوں سے اگر مشابہ ہوگی تو برائے نام ہوگی[7]

دوسری روایت میں ہے:۔

لیس فی الدنیا مما فی الجنۃ الا الاسماء[8] — بہشت کی چیزوں میں سے دنیا میں کچھ نہیں ہے اگر ہے تو نام ہی نام ہے[8]

ایک اور حدیث میں ہے۔

لیس فی الدنیا من الجنۃ شی الا الاسماء — نام کے سوا دنیا میں بہشت کی اور کوئی چیز نہیں ہے[9]

---

[1] عن محمد بن بشار قال حدثنا ابن مهدی ثنا سفیان قال سمعت عمرو بن مرۃ یحدث عن ابی عبیدۃ فذکر مثلہ۔

[2] عن مسروق وابی عبیدہ۔ [3] عنہ مسروق وابی عبیدہ۔

[4] اورد النیسابوری والخطیب الشربینی وغیرہما حدیثاً فی صفۃ ثمار الجنۃ دعناقیدہا فقالا العنقود اثنا عشر ذراعاً

[5] قال النیسابوری یرون الشجرۃ یسیر الراکب فی ظلہا مائۃ عام لا یقطعہ"

[6] زعم الخطیب الشربینی فی تفسیرہ المسمی بالسراج المنیر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفس محمد بیدہ ان الرجل من اہل الجنۃ یتناول الثمرۃ لیاکلہا فماہی واصلۃ الی فیہ یبدل اللہ مکانہا مثلہا۔

[7] ابن جریر عن محمد بن بشار قال حدثنا مؤمل قال جمیعاً حدثنا سفیان عن الاعمش عن ابن عباس الخ

[8] ابن بشار فی حدیثہ عن مؤمل [9] ابن جریر عن عباس بن محمد قال حدثنا محمد بن عبید عن الاعمش عن ابی ظبیان عن ابن عباس الخ۔

بہرحال اصل آیت یوں ہے :-

وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اے پیغمبر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل
اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	بھی کئے ان کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے (بہشت کے)
كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا	باغ ہیں جن کے تلے نہریں (پڑی) بہ رہی ہوں گی جب ان کو
هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ	ان میں کا کوئی میوہ کھانے کو دیا جائیگا تو کہیں گے یہ تو ہم کو پہلے
مُتَشَابِهًا ۔ وَلَهُمْ فِیْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ	بھی (کھانے کے لئے مل چکا ہی اور (یہ اس لئے کہیں گے کہ) انکو
وَّهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۔ سورہ بقرہ آیت ۲۴ رکوع ۳	ایک ہی صورت و شکل کے میوے ملا کریں گے اور وہاں انکے

لئے بیویاں ہوں گی پاک وصاف اور وہ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے [1]

اس آیت میں کئی باتیں قابل تنقیح ہیں۔ (۷)

الف ۔ جنت (باغ) سے کیا مراد ہے ؟

ب ۔ هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ (یہ تو وہی) ہے جو ہمیں پہلے نصیب ہو چکا ہے) سے

کیا مراد ہے ؟

ج ۔ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا (میوہ ان کو یکساں دیا جائیگا) سے کیا مراد ہے ؟

د ۔ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے) سے کیا مراد ہے ؟

الف ۔ تمام مفسرین نے جنت سے بہشت مراد لی ہے حتیٰ کہ سید احمد خان نے بھی اسی کو

---

[1] یہ ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم سے ماخوذ ہے مولوی صاحب نے جنت کا ترجمہ باغ کیا ہے مگر اس کے ساتھ بہشت کا لفظ بھی اضافہ کر دیا ہے آیۃ میں میوہ کھانے نہ کھانے کا کچھ تذکرہ نہیں ہے اور اس کے لئے کوئی لفظ وارد نہیں ہے لیکن مطلب سمجھانے کے لئے جناب موصوف نے اس کو بڑھا دیا ہے۔ خلدون کا ترجمہ محض لطف کلام کے لئے "ہمیشہ ہمیشہ" کیا ہے حالانکہ یہ ترجمہ اگر ہو سکتا ہے تو خٰلِدُوْنَ اَبَدًا کا ہو سکتا ہے

صحیح مان کر آیت کے مفہوم کو واقعات بعد الموت سے وابستہ کیا ہے یعنے نیک کردار ایمان والوں کو
یہ نعمتیں جیتے جی نہ ملیں گی، مرنے کے بعد ملیں گی خاتمۂ آیت (ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ) سے یہ خیال
اور بھی پختہ ہو گیا کیوں کہ بظاہر خلود کے معنی ہمیشگی کے ہیں۔ اور دنیا کی زندگی میں کوئی ایسی نعمت
موجود نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے جس کے لیے ہمیشگی و بقائے دوام ممکن ہو مطلب یہ ہوا کہ خدا کے
فضل سے جن کو بہشت ملیگی وہ ہمیشہ پر لطف زندگی بسر کریں گے اور جو نعمتیں انہیں ملیں گی وہ سب
دوامی ہوں گی البتہ سید صاحب نے اتنی بات بڑھائی ہے کہ بہشت اور اس کی نعمتوں کی حقیقت
و ماہیت کچھ اور ہے۔ ان کی رائے بہشت اور اس کی نعمتوں کے بیان کرنے سے "صرف اعلیٰ درجہ
کی راحت کا بقدر فہم انسانی خیال پیدا کرنا مقصود تھا۔ نہ واقعی ان دونوں چیزوں کا دوزخ
و بہشت میں موجود ہونا[1]" اس لئے کہ "یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا کی ہوئی ہے۔ اس میں
سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں۔ باغ میں سرسبز شاداب درخت ہیں۔ دودھ اور شراب
شہد کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے ساقی اور ساقنیں نہایت خوبصورت
چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے ہاں کی گھوسنیں پہنتی ہیں شراب پلا رہی ہیں۔ ایک جنتی
ایک حور کے گلے میں ہات ڈالے پڑا ہے۔ ایک نے ران پر سر دھرا ہے۔ ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے
ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے۔ کوئی کسی کونے میں کچھ کر رہا ہے کوئی کسی کونے میں۔
کچھ ایسا بیہودہ پن ہے جس پر تعجب ہوتا ہے۔ اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات
اس سے ہزار درجہ بہتر ہیں[2]"

ب۔ ھٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ کی تاویل میں سب نے یہی لکھا ہے۔ کہ جب کسی
کو نیا پھل کھانے کو دیا جائے جو اس نے کبھی نہ دیکھا ہو تو اس کے کھانے سے رکتا ہے کہ نہیں

---

[1] تفسیر القرآن (طبع لاہور) جلد ۱ صفحہ ۴۳ [2] ایضاً جلد ۱ صفحہ ۴۳

معلوم کیا ہے۔ جنتیوں کو جو ایک ہی صورت کے پھل ملیں گے تو وہ ان کے کھانے میں تامل نہیں کرسکتے۔ جانتے ہیں کہ ایسا تو ہم پہلے بھی کھا چکے ہیں۔ ہاں شاید صورت کے دھوکہ میں آکر چنداں لالچ بھی نہ آئے۔ کہ حلوا چو یکبار خوردند بس۔ تو چکھنے کے بعد دوسرا ذائقہ ملے گا۔ اور ان کے دل زیادہ خوش ہوں گے کہ خلاف توقع مزہ ملا۔ یہ تو جسمانیت اور مادیت کی باتیں ہوئیں لیکن امام رازی کی رائے میں ان تمام باتوں کا تعلق روحانیت سے ہے جسمانیت کو اس میں کچھ دخل نہیں ہے۔ فرماتے ہیں۔

فی الآیة قول ثالث علی لسان اهل المعرفة وهو ان کمال السعادة لیس الا فی معرفة ذات الله تعالی و معرفة صفاته ومعرفة افعاله من الملائکة الکروبیة والملائکة الروحانیة وطبقات الارواح وعالم السموات و بالجملة یجب ان یصیر روح الانسان کالمرآة المحاذیة لعالم القدس ثم ان هذه المعارف تحصل فی الدنیا ولا یحصل بها کمال الالتذاذ والابتهاج لما ان العلائق البدنیة تعوق عن ظهور تلک السعادة فاذا زال هذا العائق حصلت السعادة العظیمة والغبطة

آیت میں اہل معرفت کی زبان سے ایک تیسری بات بھی مذکور ہے اور وہ یہ کہ کمال نعمت اور سعادت صرف خدا کی ذات وصفات وافعال کے پہچاننے میں ہے کہ کروبیان عالم بالا وفرشتگان روحانی وطبقات ارواح وعالم سموات کے متعلق انسان کو شناسائی حاصل ہو۔ اور لازم ہے کہ اس کی روح ایک ایسے آئینہ کے مماثل ہو جائے۔ جو عالم قدس کے ٹھیک سامنے ہو۔ یہ معرفت دنیا میں بھی حاصل ہوتی ہے لیکن اس میں پوری لذت اور کافی خوشی نہیں ہوتی اس لئے کہ جسمانی تعلقات اس لذت وسعادت کے ظاہر ہونے میں سنگ راہ بن جاتے ہیں اور اگر یہ روک اٹھ جائے تو اصلی وحقیقی لطف حاصل ہو۔ ماحصل یہ ہے کہ جو روحانی نعمتیں اور لذتیں

الکبریٰ۔ فالحاصل ان کل سعادة روحانیة
یجدها الانسان بعد الموت فانه یقول
هٰذه هی التی کانت حاصلة فی الدنیا
الا انها فی الدنیا ما افادت اللذة والبهجة
والسرور وفی الاخرة افادت هذه الاشیاء لزوال
العایق [1]

انسان کو مرنے کے بعد حاصل ہوگی تو وہ کہیگا کہ یہ
وہی نعمتیں ہیں جو دنیا میں بھی حاصل تھیں۔ مگر دنیا
میں یہ بات نہ تھی کہ ان کی وجہ سے مزہ و دلچسپی
وخوشی ہوتی ہو۔ آخرت میں یہ سب باتیں حاصل
ہوگئیں اس لئے کہ جو روک تھی وہ مٹ گئی [1]

ج۔ وا و توابہ مُتَشَابِهًا کے معنی تو یہی لئے گئے ہیں۔ کہ اہل جنت کو جو میوے ملیں گے وہ سب کے سب شکل وصورت میں یکساں ہوں گے اور دنیا کے میووں سے انکی شکلیں ملتی جلتی ہوں گی لیکن حسن بن الحسن البصری وقتادہ و ابن جریج سے متعدد حدیثیں اس مفہوم کی بھی روایت کیگئی ہیں کہ بہشت کے میووں کا ہر ایک حصہ اور ہر ایک جزو دوسرے جز کے تشابہ (ملتا جلتا) ہوگا۔ یعنے جنت کے میوے چھلکے سے لیکر مغز تک بے داغ و بے عیب ہوں گے دنیاوی میوں کی سی کیفیت نہو گی کہ میوے کا کچھ حصہ تو اچھا ہوتا ہے اور کچھ ناقص رہتا ہے [2]
قاضی بیضاوی نے اس جسمانی کیفیت کو بھی روحانیت پر محمول کیا ہے لکھتے ہیں۔

ان للآیة الکریمة محملاً آخر وهو ان
مستلذات اهل الجنة فی مقابلة ما
رُزِقُوا فی الدنیا من المعارف والطاعات
متفاوتة فی اللذة بحسب تفاوتها
فیحتمل ان یکون المراد من هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا انه
ثوابه ومن تشابهما تماثلهما فی الشرف

آیت کریمہ کا ایک اور مطلب بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے
کہ معرفت وعبادت کے ضمن میں جو مزے دنیا میں
حاصل تھے ان کے مقابلہ میں بہشت کے
مزوں اور لذتوں میں فرق ہوگا ہو سکتا ہے کہ آیت
"یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے نصیب ہو چکا ہے" سے مراد
دنیاوی عبادت ومعرفت کا ثواب ہو (یعنی جو

[1] تفسیر کبیر (طبع خیریہ مصر ۱۳۰۸ھ) جلد ۱ صفحہ ۲۳۲۔ [2] تفسیر ابن جریر (طبع میمنیہ مصر) جلد ۱ صفحہ ۱۳۲ و ۱۳۳

والمزية وعلو الطبقة فيكون هٰذا في الوعد نظير قوله ذُوقوا ما كنتم تَعمَلُونَ۔ في الوعيد [1]

لذت دنیا میں خدا کی عبادت و معرفت میں چکھی تھی بہشت کی لذت اس سے بڑھ کر ہوگی) اور اُن کو میوہ یکساں دیا جائیگا' میں یکساں ہونے بزرگی و برتری و علو مدارج میں یکساں ہونا مقصود ہو۔ اس صورت میں یہ وعدہ اس وعید کی نظیر ہوگا جس میں دھمکی دی گئی ہے کہ اب اپنے کئے کو چکھو" [1]

اور خطیب شربینی بھی اس قول میں قاضی بیضاوی کے ہم زبان ہیں۔ [2]

د۔ هُمْ فِيهَا خَلِدُونَ کا مطلب بالاتفاق یہی بیان کیا گیا ہے کہ اہل بہشت کی ہمیشہ انہیں نعمتوں میں بسر ہوگی اور اس حالت میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہونے پائے گا۔

(۳)

اس باب میں تحقیقات کا دائرہ صرف پہلی اور آخری تنقیح تک وسیع ہے جس کے ضمن میں آیت کا مفہوم و مدعا بھی واضح ہو جائے گا۔ پہلی تنقیح کا انحصار لفظ جنت کی تشریح پر ہے۔ اور دوسری تنقیح پر دوسری فرصت میں بحث ہوگی۔

لغت میں جنت کے معنی اس باغ کے ہیں جس کے درخت گنجان ہوں اور شاخ در شاخ و پیچ در پیچ ہوں اور آپس میں لپٹے نظر آئیں۔ اصطلاح میں جنت کو صرف باغ آخرت سے مخصوص سمجھ لیا گیا ہے اور اصل میں حقیقی جنت وہی ہے بھی لیکن کلام اللہ نے آخرت کے باغوں کو بھی جنت کہا ہے اور دنیا کے باغوں کے لئے بھی جنت ہی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ سورۃ انعام میں ہے۔

[1] تفسیر البیضاوی (علی ہامش الخطیب الشربینی) جلد ا صفحہ ۹۲۔ [2] تفسیر الخطیب الشربینی جلد ا صفحہ ۳۱۔

وَهُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ
غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ
مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ
مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ
ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ
حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ
الْمُسْرِفِیْنَ ۔ (سورۃ الانعام ۔ رکوع ۷، آیت ۱۴۲)

اور وہی (قادر مطلق) ہے جس نے باغ پیدا کیے
(بعض تو ٹٹیوں پر) چڑھائے ہوئے (جیسے انگور کی بیلیں)
اور بعض نہیں چڑھائے ہوئے اور کھجور کے درخت اور
کھیتی جن کے پھل مختلف (قسموں کے) ہوتے ہیں اور
زیتون و انار (کہ بعض تو صورت و شکل و مزہ میں)
ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور بعض نہیں بھی
ملتے جلتے (لوگو!) یہ سب چیزیں جب پھلیں تو انکے پھل (بے
تامل) کھاؤ اور (ان نعمتوں کے شکریہ میں) ان کے کاٹنے (اور توڑنے) کے دن حق اللہ (یعنی زکوٰۃ
ان میں سے) دیدیا کرو۔ اور فضول خرچی نہ کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والوں کو خدا پسند نہیں کرتا

ایک اور مقام پر ہے:۔

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا
مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ
وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ
وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ
مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا
اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَیَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ
لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (سورۃ ۶ ۔ آیت ۹۹)
(رکوع ۱۲)

اور وہی (قادر مطلق) ہے جس نے پانی اُتارا پھر (اسکے بعد)
ہم (ہی) نے اس سے ہر قسم (کی روئیدگی) کے کوئے
نکالے پھر کونپلوں سے ہم نے ہری بھری ٹہنیاں نکال
کھڑی کیں کہ ان سے ہم گتھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور
کھجور کے گابھے میں گچھے جو (مارے بوجھ کے) جھکے پڑتے ہیں
اور انگور کے باغ اور زیتون اور انار (ظاہر میں ایک
دوسرے سے) ملتے جلتے اور (مزے کے اعتبار) سے
ملتے جلتے نہیں (لوگو! ان میں سے ہر ایک چیز جب پکتی
ہے تو اس کا پھل اور پھل کا پکنا (قابل دید ہے۔ اور

اور اس کو نظر غور سے دیکھو بیشک جو لوگ (خدا پر) ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے ان سب چیزوں میں (قدرت خدا کی بہتیری) نشانیاں (موجود) ہیں۔

سورہ یٰسٓ میں ہے۔

وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ۔ (سورہ ۳۶۔ رکوع ۲ آیت ۳۵ و ۳۶)

اور ان لوگوں کے (سمجھنے کے) لئے ہماری (قدرت کی) ایک نشانی مری ہوئی (یعنی پڑتی پڑی ہوئی) زمین ہے کہ ہم نے اس کو (پانی برسا کر) جلا اٹھایا اور اس سے اناج نکالا اسی میں سے یہ (لوگ بھی اپنی قسمت کا) کھاتے ہیں۔ اور زمین میں ہم نے کھجوروں کے اور انگوروں کے باغ لگائے اور ان میں (پانی کے) چشمے بہائے تاکہ باغ کے پھلوں میں سے یہ (لوگ اپنی قسمت کا) کھائیں اور (معلوم ہے کہ) یہ (پھل) ان کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے نہیں۔ تو کیا یہ (لوگ اس نعمت کا) شکر نہیں کرتے۔

سورہ قٓ میں ہے:۔

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا فَأَنبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۔ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذَٰلِكَ الْخُرُوجُ ۔ (سورہ ۵۰ رکوع ۱ آیت ۹)

اور ہم نے آسمان سے برکت کا پانی اتارا (اپنے بندوں) کو روزی دینے کے لئے اس (پانی) کے ذریعہ سے باغ اگائے اور کھیتی کا اناج اور لانبی لانبی کھجوریں جن کی گیلیں خوب گتھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور (نیز) ہم نے مینہ کے ذریعہ سے مری ہوئی (یعنی پڑتی پڑی ہوئی) بستی کو جلا اٹھایا۔ اسی طرح (لوگوں کو) نکلنا ہوگا

سورہ نوح میں ہے۔

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا۔	گناہوں کی اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ
يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَّ	بڑا بخشنے والا ہے تم پر موسلادھار مینہ برسائے گا اور
يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ	مال اور اولاد سے تمہاری مدد کریگا اور تمہارے
لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا	لئے نہریں بنائے گا۔

(سورہ ۷۱، رکوع اول۔ آیت ۵)

سورہ مؤمنون میں ہے:۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءًۢ بِقَدَرٍ	ہمیں نے ایک انداز کے ساتھ آسمان سے پانی برسایا
فَاَسْقَيْنَاهُ فِى الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى	پھر اس کو زمین میں (جمع کرکے) ٹھیرائے رکھا اور ہم
ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ فَاَنْشَاْنَا	اس (پانی) کے (اڑا) لے جانے پر (بھی) قادر ہیں پھر
لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ	اس (پانی) کے ذریعہ سے ہم نے تمہارے لئے کھجوروں
لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا	اور انگوروں کے باغ بنا کھڑے کئے تمہارے لئے ان میں بہت سے میوے پیدا ہوئے اور
تَاْكُلُوْنَ۔ (سورہ ۲۳۔ رکوع اول آیت ۱۹)	ان میں سے (بعض کو) تم کھاتے (بھی) ہو۔

سورہ شعراء میں ہے:۔

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ	غرض ہم نے فرعون اور (اس کی قوم کو) باغوں سے
وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ (سورہ ۲۶ رکوع	اور چشموں (سے) اور خزانوں (سے) اور عزت کی
آیت (۱۴)	جگہ (سے) نکال باہر کیا۔

سورہ دخان میں ہے:۔

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّ	یہ لوگ کتنے ہی باغ اور (کتنی ہی) نہریں اور (کتنی ہی
زُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا	کھیتیاں) اور (کتنے ہی) عمدہ عمدہ مکانات اور (کتنے ہی)

فِيهَا فَاكِهِينَ ۔ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۔ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۔ (سورہ ۴۴۔ رکوع اول آیت ۱۳ و ۱۴۔

آرام آسائش کے) سامان چھوڑ مرے جن میں مزے اڑایا کرتے تھے (واقع میں) ایسا ہی (ہوا) اور ہم نے دوسرے لوگوں کو اس (تمام ساز و سامان) کا وارث بنا دیا تو ان لوگوں پر آسمان و زمین (کسی) کو (بھی تو) رقت نہ آئی اور نہ ان کو توبہ و ندامت (ہی) کی مہلت ملی۔

سورہ بنی اسرائیل میں ہے :۔

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا (سورہ ۱۷ رکوع ۱۰ آیت ۹۳

اور انہوں نے کہا کہ ہم تو اس وقت تک تم پر ایمان لانے والے نہیں کہ (یا تو ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ (بہا) نکالو یا کھجوروں اور انگوروں کا تمہارا کوئی باغ ہو اور اس کے بیچ بیچ میں تم (بہت سی نہریں) جاری کر دکھاؤ۔

سورہ فرقان میں ہے :۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۔ وَيُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۔ (سورہ ۲۵۔ رکوع اول آیت ۵)

اور انہوں نے (یعنی کافروں نے) کہا کہ یہ کیسا پیغمبر ہے کہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں پھرتا ہے۔ اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ اس کے ساتھ ہو کر (ان کو بھی) عذاب خدا سے) ڈراتا۔ یا اس پر کوئی خزانہ ڈالا ہوتا۔ (یا زیادہ نہیں تو) اس کے پاس ایک باغ (ہی) ہوتا کہ اس سے کھاتا (پیتا) اور یہ ظالم (مسلمانوں سے) کہتے ہیں کہ تم بس ایسے آدمی کے پیچھے ہو لئے جس پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔

سورہ کہف میں ہے :-

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ ××× كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا ×××× وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ××× وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ××× فَعَسَىٰ رَبِّي أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ ×××××× (سورہ ۱۸) رکوع ۵ آیت ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۳۰

اور ان لوگوں سے ان دو شخصوں کی مثال بیان کرو جن میں سے ایک کو ہم نے دو باغ دے رکھے تھے ××××××× دونوں باغ اپنے اپنے پھل لائے ×××× وہ باغ میں ایسی حالت میں داخل ہوا کہ اپنے نفس پر آپ ہی ظلم کر رہا تھا ×××××× اور جب تو اپنے باغ میں آیا تو تو نے (یوں) کیوں نہ کہا کہ یہ (سب) تو خدا کے چاہے سے ہوا ہے (ورنہ) مجھ میں تو بے مدد خدا کچھ بھی طاقت نہیں ××××× تو عجب نہیں میرا پروردگار تیرے باغ سے (بھی) بہتر باغ مجھکو عطا فرمائے۔

سورۂ سبا میں ہے :-

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ×××× وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ۔ (سورہ ۳۴ - رکوع ۲ آیت ۱۲ و ۱۳)

قوم سبا کے لئے ان کے داہنے ہی گھروں میں (قدرت خدا کی) البتہ ایک (بڑی) نشانی (موجود تھی - داہنے ہات اور بائیں ہات دو دو باغ تھے ××××× اور ہمنے ان کے دو باغوں کے بدلے میں دو باغ (تو) دے مگر ایسے کہ ان کے پھل بدمزہ تھے اور ان میں کچھ جھاؤ تھا اور قدر قلیل بیری۔

باغ بہشت کے حق ہونے میں کلام نہیں جس کا وعدہ موت کے بعد ہی یہاں کہنے کی بات صرف اتنی ہی ہے کہ ان آیتوں میں جنت سے مراد باغ دنیا ہے۔ اور اگر

اسی ضمن میں وہ آیتیں بھی شامل کرلی جائیں جن میں حضرت آدم و حوا (علیہما السلام) کے جنت میں داخل ہونے اور نکلنے کا تذکرہ ہے تو نظیروں کا شمار نہایت وسیع ہو جاتا ہے اس لئے کہ بعض نامور محققین نے حضرت آدم کی جنت کو بھی باغ دنیا قرار دیا ہے۔ اس معنے کے تسلیم کرنے پر خدا کے مطیع بندوں (مسلمانوں) کو آیت مذکورہ بالا میں جس جنت کی بشارت دی گئی ہے وہ ایماندار و نیک کردار ہونے کی شرط پر دنیا میں بھی انھیں مل سکتی ہے اور اگر چاہیں تو پکے مسلمان بن کر اسی دنیا میں اپنے آپ کو بہشت کا مستحق بنا سکتے ہیں جس کے بعد بشرط ایمان و عمل صالح اُس بہشت موعود (جنت آخرت) کے ملنے میں کیا کلام ہے ؎

من کہ در کعبۂ حق منزل و ماویٰ دارم　　　　گرد ہر جا بفردوس بریم چہ شود

لیکن جہاں "آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا" کی دشواریاں درپیش ہوں وہاں کیا یہ ممکن ہے کہ۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ (اے ایمان والو اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ) کا خطاب دائرۂ عمل میں آجائیگا اور مسلمان بھی کسی دن مسلمان بن جائیں گے ؎۔

خواہم از زلف بتاں نافہ کشائی کردن　　　　فکر دور است ہمانا کہ خطا می بینم　(باقی)

دفتر سے مراسلت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھیے